احادیث نبویہ کی حجیت و حفاظت

روایت میں صحابہ کا صدق و دیانت اور حزم و احتیاط

(از مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی۔ جھنڈانگری)

(۴)

(سلسلہ کے لیے دیکھو رحیق بابت اپریل ۱۹۵۸ء)

حدیث پاک کو ماخذ قانون ماننے اور اس کی حجیت سے انکار کرنے والا نیا فرقہ جو بہت سے مغلطے دیتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ حدیثوں کے بیان کرنے میں خود صحابہ کرام کی دیانت معاذ اللہ۔ مشتبہ ہے۔ اور یہ بھی کہ سہو و نسیان کا بڑا احتمال ہے۔ اس مقالہ کے مندرجہ ذیل حصے میں مولانا رحمانی نے مبنی بر حقائق طریق سے اس مغالطے کو رفع فرمایا ہے۔ (رحیق)

تعدیل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور محدثین کرام نے تبلیغ حدیث، نقل روایت، ضبط الفاظ میں کمال درجہ حزم و احتیاط فرمایا ہے۔ چنانچہ حافظ ذہبی اور علامہ سخاوی وغیرہ، خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام کے حالات میں احتیاط فی الحدیث کے واقعات کو نقل فرمایا ہے جسے آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ کریں گے۔ بایں ہمہ برق نے دیانت و شرافت سے آزاد ہو کر صحابہ کرامؓ پر تحریف اور حدیث سازی کا الزام لگایا ہے اس نے لکھا ہے کہ

"حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کی جنگ میں دونوں طرف صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد تھی۔ اور ظاہر ہے کہ دونوں راستی پر نہیں ہو سکتے۔ ان حالات میں بہت ممکن ہے کہ کسی صحابی نے عمداً حدیث کے الفاظ کو بدل دیا ہو۔ اور سہو و نسیان کا خطرہ تو ہر وقت ان کے تعاقب میں تھا۔" (دو اسلام ص۴۶)

"خالص اسلام" کے مؤلف مولانا داؤد راز نے اس پر ایک اجمالی معارضہ لکھ کر بحث کو ختم کر

دیا ہے ۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ اسی طرح کوئی دشمن قرآن کہہ سکتا ہے کہ صحابہؓ میں طول طویل لڑائیوں کا سلسلہ قائم ہوگیا تھا تو بہت ممکن ہے کہ کسی فریق نے دوسرے فریق کے خلاف قرآن مجید کی آیتوں میں دست اندازی کردی ہو۔ گو یہ معارضہ اسکاتِ خصم کے لئے کافی ہے مگر بنصر اللہ تعالےٰ وعونہ میں اس جگہ اس کے اس فاسد قیاس کے ابطال تغلیط کے لئے کچھ علمائے کرام کی مزید تحقیقات نقل کرنا چاہتا ہوں۔ جو اس باطل قیاس آرائی سے صدہا برس پہلے صحابہ کرام کے حق میں موجود ہیں۔ بلکہ کہنا چاہیئے کہ یہ بے خبر خود قرآن کریم سے بے خبر ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں صحابہ کرام کی تعدیل و توثیق موجود ہے۔ پھر عدول و صدوق صحابہؓ سے لعمہ کذب اور وہ بھی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہم انکار قرآن کے مرادف ہے۔

امام خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں۔

عدالۃ الصحابۃ ثابتۃ معلومۃ بتعدیل اللہ لھم فمن ذلک قولہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس وقولہ وکذالک جعلناکم امۃ وسطا وقولہ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ وقولہ والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ وقولہ یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصادقون، فی ایات یکثر ایرادھا ویطول تعدادھا وجمیع ذلک تقتضی طھارۃ الصحابۃ والقطع علی تعدیلھم ونزاھتھم فلا یحتاج احد منھم مع تعدیل اللہ لھم الی تعدیل احد من الخلق۔

(الکفایۃ ص ۴۶۔ ۴۹ بتلخیص وفتح المغیث للسخاوی ص ۳۷۵)

یعنی صحابہ کرام کا عدول ہونا خود نصوص قرآنی سے ثابت ہے۔ حق تعالےٰ نے ان کی تعدیل خود ہی فرما دی ہے۔ ایک آیت شریفہ میں صحابہ کرام کو خیر امت قرار دیا گیا ہے۔ دوسری آیت میں امت وسط یعنی امت عادلہ قرار دیا گیا ہے۔ تیسری اور چوتھی آیت میں مہاجرین و انصار صحابہ کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی رضا کا اظہار فرمایا ہے۔ پانچویں آیت کریمہ میں صحابہ کرام کو صادق و عدول فرمایا گیا ہے پس جب حضرات صحابہ کی تعدیل خود حق تعالےٰ نے فرما دی ہے

تو تعدیلِ خداوندی کے بعد کسی مخلوق کے تعدیل کی یعنی صحابہ کرام کے عدول ثابت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

۲۔ علامہ ابن عبدالبرؒ نے ان آیات کریمہ کا تعلق صحابہ کرامؓ سے براہ راست ثابت کیا ہے اور اس تعلق کی نسبت ائمہ کرام کی تصریحات نقل کی ہیں۔ چنانچہ ابن سیرینؒ، امام شعبیؒ امام احمد بن حنبلؒ، سعید بن المسیبؒ اور حضرت جابر بن عبداللہ کے مشہور حافظ الحدیث شاگرد حافظ ابوالزبیر کی تصریحات مع السند ذکر فرمائی ہیں۔ اور مزید لکھا ہے ثبتت عدالة جميعهم بثناء الله عزوجل عليهم وثناء رسوله عليه السلام ولا تزكية افضل من ذلك ولا تعديل أكمل منه[۱]۔

"یعنی خود اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کی تعدیل فرمادی اور ان کی مدح و ثنا فرمائی پس اس تعدیل کے برابر کوئی تعدیل نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ سب سے افضل و اکمل تعدیل ہے"۔

۳۔ حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام پر حدیث من كذب علی متعمدا فليتبوا مقعده من النار کا خوف طاری تھا۔ اور یہ حدیث صحابہ کرام میں سے باسٹھ صحابہؓ سے مروی ہے جن میں عشرہ بشرہ بھی ہیں[۲]۔

سوچنے کی بات ہے کہ ایسی حدیث کی عام شہرت کی موجودگی میں صحابہ کرامؓ کے متعلق یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں (معاذ اللہ) ترمیم، تبدیل یا حذف و اضافہ کا وہم بھی فرما سکتے تھے۔

واضح رہے کہ حدیث من كذب علی متعمدا فليتبوا صحیح بخاری کی ثلاثیات کی پہلی حدیث ہے۔ اور حسب تصریح حافظ ابو موسیٰ مدینی متوفی ( ) تقریباً سو صحابہ سے مروی ہے۔ امام نووی (شرح مسلم ص۷ جلد۱) نے اس کی تعداد دو سو تک بھی بعض سے نقل کی ہے۔ گو اس تعداد کو حافظ عراقی نے مستبعد قرار دیا ہے۔ مگر دوسری طرف بعض اکابر محدثین اس حدیث کو متواتر قرار دیتے ہیں۔ اور یہ تو اہل فن کے ہاں اجماعاً مسلّم ہے کہ اس کے طرق کی ایک کثیر تعداد درجہ صحت و حسن تک پہنچے ہوئے ہے[۳]۔

---

[۱] خطبہ الاستیعاب ص۲-۶ جلد۱ طبع دکن۔ [۲] مقدمہ ابن الصلاح ص۱۳۵ طبع مبئی (ملخص)۔ [۳] پوری بحث کے لئے ملاحظہ فرمایئے فتح الباری ص۱۲۴ ج۱، التقیید والایضاح شرح مقدمہ ابن الصلاح للعراقی (ص۲۲۹-۲۳۲)، فتح المغیث للسخاوی (ص۳۴۲) وغیرہ

۴۔ حافظ عزالدین بن عبدالسلام لکھتے ہیں۔ الغالب علی المسلمین مھابۃ الکذب علی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم[1]

حقیقت یہ ہے مخلص مسلمان عام طور پر اور صحابہ کرام خاص طور پر اس قطعی الصحت حدیث کی عام شہرت کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیثوں کے گھڑنے اور اس کے موضوع و محرف کرنے کے تخیل سے بھی کوسوں دور تھے۔ وہ حدیث سازی اور انتساب الی النبی کو سب سے بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ اور تعمد کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احتراز و اجتناب اور خوف رکھتے تھے۔ وہ صحابہ کرامؓ ایسا تصور کبھی نہیں کر سکتے تھے۔ جن کی شان میں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وحبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان (الحجرات) اب اس سے بڑھ کر فسق وعصیان کیا ہوگا کہ حدیث سازی و تحریف حدیث کے ذریعہ پوری امت کو گمراہ کیا جائے۔ پس بلاشبہ صحابہ کرام عدول و صدوق ہیں۔ وہ کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے حاشا وکلا ثم حاشا وکلا۔

۵۔ امام الحرمین نے فرمایا ہے کہ جو شخص قصداً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرے وہ کافر ہے۔ اگرچہ دوسرے آئمہ نے اس سے موافقت نہیں کی ہے۔ لیکن اس کے فسق وعصیان اور کبیرہ گناہ ہونے میں تو کسی امام نے شک نہیں کیا۔ جیسا کہ حافظ سخاویؒ نے لکھا ہے۔ انہ فاحشۃ عظیمۃ موبقۃ کبیرۃ (فتح المغیث ص۱۲۵)

یعنی یہ ایک بہت بڑا جرم اور ہلاک و برباد کر دینے والا کبیرہ گناہ ہے۔ بہر حال یہ امر محقق طور پر قرآنی نصوص و بینات کی روشنی میں ثابت ہوگیا کہ صحابہ کرامؓ اس موبقہ کبیرہ جرم عظیم کی طرف نہ کبھی مائل ہوئے اور نہ کبھی یہ تصور ان کے حاشیہ خیال میں آیا۔

۶۔ اب دیکھئے صحابہ کرام باہم ایک دوسرے کے متعلق تحدیث علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا خیال اور کیا اعتقاد رکھتے تھے۔ صاحب مجمع الزوائد علامہ ہیثمی نے کتاب العلم میں ایک باب صحابہ کرام کے عدول ہونے کے متعلق منعقد کیا ہے اور اس میں حضرت انسؓ کا

[1] فتح المغیث ص۱۲۳

مقولہ نقل کرتے ہیں ۔ واللہ ما کل ما نحدث کم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سمعناہ منہ ولکن لم یکن یکذب بعضنا بعضاً ۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد جلد اول ص۱۵۴)

یعنی حضرت انسؓ نے اپنے رفقاء و تلامذہ سے فرمایا کہ جس قدر حدیثوں کو ہم تم سے عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے روایت کرتے ہیں ۔ اس میں ساری کی ساری وہ نہیں ہوتیں جو ہم نے براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوں ۔ بلکہ بعض روایات و احادیث نبویہ ہمیں دوسرے صحابہ کے واسطہ سے ملی ہیں ۔ لیکن چونکہ صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے معاملہ میں غلط بیانی نہیں کر سکتے ہیں ۔ اس لئے ان کی صداقت پر اعتماد کر کے ہم آپ سے نقل کر دیتے ہیں ۔ اس طرح کی روایت حضرت براء بن عازبؓ سے بھی موجود ہے ۔ (مجمع الزوائد جلد اول ص۱۵۴)

حافظ سخاویؒ حضرت براء بن عازبؓ کا قول نقل کرتے ہیں ۔ لیس کلنا کان یسمع حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت لنا ضیاع واشغال ولکن الناس لم یکونوا یکذبون یومئذ فیحدث الشاھد الغائب (فتح المغیث ص۳۳۶) یعنی ہم لوگ ہر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست نہیں سنتے تھے ۔ کیونکہ ہم زمین کے کام اور اسی طرح کے دوسرے کاموں میں مشغول رہتے تھے لیکن چونکہ اس وقت کے لوگ (یعنی صحابہ کرام) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول ہی نہ سکتے تھے ۔ اس لئے ہم میں سے غیر حاضر رہنے والے حاضر باش لوگوں سے سن لیتے تھے (اور ہم اس سمع کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کے برابر خیال کرتے تھے)

۷۔ حافظ سخاوی نے اس سے بڑھ کر بھی ایک بات لکھی ہے کہ صحابی کا نام اگر تعین کے ساتھ سند میں مذکور نہ ہو ۔ اور تابعی صرف حدثنی رجل من الصحابۃ کہے تو وہ حدیث حسب تصریح امام حمیدی و امام احمد وغیرہ کے صحیح اور حجت ہے فرمایا اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

كلهم ثقة فترك ذكر اسماءهم فى الاسناد لا يضر (فتح المغيث ص۶۲)

یعنی سب صحابہ عدول و ثقہ ہیں۔ اس لئے سند میں اگر ان کا نام صراحتہً نہ وارد ہو تو اس سے کچھ حرج نہیں۔ اور اس حدیث سے احتجاج قطعاً درست ہوگا۔ اسی طرح سخاوی زیادات صحابہ کے متعلق لکھتے ہیں الزيادة الحاصلة من بعض الصحابة على صحابي اخر اذا صح السند مقبولة بالاتفاق۔ یعنی ایک صحابی اپنی روایت میں کسی صحابی سے کچھ مضمون زیادہ بیان کریں تو وہ بالاتفاق قبول کیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ دوسرے رجال سند ٹھیک ہوں۔ اس سے بھی صحابہ کرام کا ثقہ و عدول ہونا واضح ہوا۔

۸۔ علامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کے عدول ہونے کا مسئلہ متفقہ مسئلہ ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رجال اسناد میں نہ شمار ہوتے ہیں نہ وہ زیر بحث آتے ہیں۔ ان کے الفاظ اس موقعہ پر یہ ہیں۔ واما الصحابي فانه وان كان من رجال الاسناد الا ان المحدثين لم يعدوه منه لان كلهم عدول على الاطلاق من خالط الفتن وغيرهم لقوله تعالىٰ وكذالك جعلناكم امة وسطاً اى عدولاً (ظفر الامانى ص۱۴۱)

یعنی صحابہ کرام اپنی مسلمہ عدالت کی وجہ سے کبھی اسناد میں زیر بحث نہیں آتے۔ کیونکہ سارے صحابہ علی الاطلاق عدول ہیں۔ فتن اور باہمی جنگوں میں شریک ہونے والے بھی عدول ہیں۔

۹۔ حافظ زین الدین عراقی الفیۃ الحدیث میں لکھتے ہیں وهم عدول یعنی صحابہ کرام سب کے سب عدول ہیں۔

۱۰۔ حافظ سخاوی فتح المغیث میں اس کی شرح کرتے ہیں۔ الصحابة كلهم عدول مطلقا كبيرهم وصغيرهم لابس الفتن ام لا وجوبا لحسن الظن ونظرا الى ما تمهد لهم من المآثر (فتح المغيث ص۳۷۵) یعنی صحابہ کرام سب کے سب مطلقاً عدول ہیں خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا۔ اور خواہ کوئی فتن و مشاجرات میں شریک ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور صحابہ کرام کو عدول سمجھنا ان کے فضائل پر نظر رکھتے ہوئے واجب ہے۔

۱۱۔ حافظ ابن الصلاح نے اس کی تصریح فرما دی ہے کہ صحابہ کرام اس درجہ عدول و صدوق ہیں کہ مشاجرات باہمی اور فتن کے مواقع میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غلط کہنے کی جرأت نہ کر سکے۔ حافظ کے الفاظ یہ ہیں ثم ان الامة مجمعة علی تعدیل جمیع الصحابة ومن لابس الفتن منهم[1]۔ یعنی تمام امت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ عدول ہیں اور وہ صحابہ بھی عدول ہیں جنہوں نے جنگی فتن اور مشاجرات میں شرکت کرلی تھی۔

۱۲۔ حافظ ابن عبد البر استیعاب میں صحابہ کرام کے عدول ہونے کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس پر امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ سخاوی ناقل ہیں۔ وحکی ابن عبد البر فی الاستیعاب (ص۹) اجماع اهل الحق من المسلمین وهم اهل السنة والجماعة علیه سواء من لم یلابس الفتن منهم او لابسها احسانا للظن بهم[2]

اس سے معلوم ہوا کہ امت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ صحابہ کرام تمام کے تمام عدول ہیں اور فتن و مشاجرات میں شریک ہونے والے صحابہ بھی علی الاطلاق عدول ہیں۔

۱۳۔ امام الحرمین نے بھی تصریح کی ہے کہ سب صحابہ کرام عدول ہیں۔ اور ان کا عدول ہونا کسی کی انفرادی رائے نہیں ہے بلکہ تعدیل صحابہ پر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے۔ سخاوی کے الفاظ اس موقعہ پر یہ ہیں وممن حکی الاجماع علی القول بعد التهم امام الحرمین وقال لعل السبب فیه انهم نقلة الشریعة[3]۔ یعنی تعدیل صحابہ پر اجماع امت کا سبب یہ ہے کہ یہ شریعت کے ناقلین ہیں۔ اور بات ہے ٹھیک! کیونکہ اگر انہی کا عادل ہونا مشکوک ہو جائے تو پھر کتاب وسنت کا سارا ذخیرہ ہی جو ان کی وساطت سے پہنچا ہے ناقابل اعتبار ہو جائے۔ برق جیسے کم سواد و خام عقل، صحابہ کرام کی پاک وصاف پوزیشن پر اس طرح کی حرف گیری سے یہی ناپاک مقصد رکھتے ہیں کہ روایات صحابہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشکوک و غیر مستند ہو جائیں۔ اور پھر یہ اپنی من مانی کارروائیوں کے لئے آزاد ہو جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ

---

[1] مقدمہ ابن الصلاح ص۱۷۶ [2] فتح المغیث ص۳۷۸ [3] ایضا ص۳۷۶

اس طرح کے کلام صحابہؓ پر کرکے وہ خود اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔

۱۴۔ حافظ خطیب (وفات ۴۶۳ھ) نے حافظ ابو زرعہ سے نقل کیا ہے اذا رایت الرجل ینتقص احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم انہ زندیق وذلک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندنا حق والقراٰن حق وانما ادی الینا ھذا القراٰن والسنن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانما یریدون ان یجرحوا شھودنا لیبطلوا الکتاب والسنۃ والجرح بھم اولیٰ وھم زنادقۃ انتھی[1] یعنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرنے والے زندیق ہیں۔ یعنی ملحد و مرتد ہیں۔ یہ اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید اگر حق ہیں تو وہ ہمیں انہی صحابہ کے ذریعہ پہنچے ہیں پس اگر ہمارے گواہ صحابہ کرام ہی مجروح ہو جائیں تو کتاب وسنت کی صداقت پر اطمینان نہیں کیا جا سکتا۔ والتالی باطل فالمقدم مثلہ[2]

۱۵۔ علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ خداوند کریم نے صحابہ کرام کو عدول اسی وجہ سے قرار دیا ہے کہ وہی شریعت کے ناقلین اور محافظین اول تھے۔ ان کے الفاظ اس موقعہ پر یہ ہیں۔ انما وضع اللہ عزوجل اصحاب رسولہ الموضع الذی وضعھم فیہ بثنائہ علیھم بالعدالۃ والدین والامامۃ لتقوم الحجۃ علی جمیع اھل الملۃ بما ادوہ عن نبیھم من فریضۃ وسنۃ فنعم العون کانوا لہ علی الدین فی تبلیغھم عنہ الی من بعدھم من المسلمین[3] یعنی صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ نے عدالت اور امامت کا رتبہ بخشا تاکہ ان کی روایات اخلاف امت کے لئے حجت وسند ہوں اور اپنی عدالت وثقاہت کے سبب تبلیغ احادیث وتحدیث روایات میں بہترین مددگار و انصار ثابت ہوں۔

۱۶۔ حافظ ابن الصلاح اس اجماع کی بابت اسی توجیہ کو نقل فرماتے ہیں ان کے الفاظ یہ ہیں وکانّ اللہ

---

[1] الکفایہ صفحہ ۴۹۔ یہ بحث بقول حافظ ابن حجر (اصابہ صفحہ ۱۰ جلد ۱) و حافظ سخاوی (فتح المغیث صفحہ ۳۷۲) بڑی نفیس اور قابل مراجعت ہے

[2] فتح المغیث صفحہ ۳۷۵ [3] الاستیعاب صفحہ ۲ جلد ۱ طبع دکن۔

سبحانہ اناح الاجماع علی ذلک لکونھم نقلۃ الشریعۃ[1]۔

یعنی تمام امت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ کرام عدول ہیں۔ اور وہ صحابہ بھی عدول ہیں جنہوں نے جنگی فتن اور مشاجرات باہمی میں شرکت کر لی تھی۔ خداوند کریم نے اس اجماع کو بحق صحابہؓ اس لئے مقدر فرمایا کہ وہ شریعت مطہرہ کے اولین ناقل ہیں۔

حافظ صاحب نے تصریح فرما دی کہ جو صحابہ کرام محاربات و مشاجرات کے فتن میں شریک تھے وہ بھی نقل روایت میں صادق و عادل تھے۔

۱۷۔ صاحب مجمع البحار لکھتے ہیں ثم انھم کلھم عدول کبیرھم وصغیرھم من لابس الفتن وغیرھم بالاجماع[2] یعنی تمام صحابہ کرام ان کے چھوٹے اور بڑے اور فتن میں شریک ہونے والے اور ان کے سوا سب کے سب عدول ہیں۔ اور ان سب کے عدالت و صداقت روایت پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہو چکا ہے۔

۱۸۔ حضرت شاہ ولی اللہ سے ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب نقل کرتے ہیں لقد تتبعنا سیرۃ الصحابۃ کلھم حتی من دخل منھم فی الفتن والمشاجرات فوجدناھم یعتقدون الکذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشد الذنوب ویحترزون عنہ غایۃ الاحتراز کما لا یخفی علی اھل السیر[3] یعنی ہم نے صحابہ کرام کے حالات اور سیر و تواریخ کو بہت دیکھا بھالا اور ان کے حالات کو بھی دیکھا۔ جو باہمی مشاجرات و فتن میں شریک تھے۔ سب کے حالات و سیر سے کمال تتبع و تلاش پر یہ مشترک نصب العین اور عقیدہ سب جگہ جلوہ گر پایا۔ کہ سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے غلط بات کے انتساب و اضافہ کرنے سے کوسوں دور تھے اور کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ اور تعمد کذب سے بے حد اجتناب و احتراز رکھتے تھے ان تصریحات و حقائق کی موجودگی میں جو اس بے بنیاد قیاس کے اٹھنے سے صدہا برس پہلے لکھے ہیں معلوم ہوا کہ صحابہ کرام احادیث کے ساخت و انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے کوسوں...... دور تھے۔ وحاشاھم ثم حاشاھم (ربانی)

(ص ۳۱۳)

[1] مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۴۹ [2] مجمع البحار ص ۵۲۲ ج ۳ [3] فتاوی عزیزی ص ۱ جلد ۲۔ مولانا عبدالحیؒ نے ظفر الامانی میں یہ عبارت نقل کی ہے۔